© rasailojaraid.com

ادبیات

جناب فضا ابن فیضی صاحب

غزل

اب شہر میں کہاں رہے وہ باوفا لوگ
مل کر خود اپنے آپ سے ہیں شرمسار لوگ

ہاتھوں میں وقت کے تو کوئی سنگ بھی نہ تھا
کیوں ٹوٹ کر بکھر گئے آئینہ دار لوگ

بیٹھے ہیں رنگ رنگ اُجالے تراشنے
رکھ کر لہو کی شمع سرِ رہگزار لوگ

اپنے دکھوں پہ طنز کوئی کھیل تو نہ تھا
زخموں کو پھول کہہ گئے ہم وضعدار لوگ

یہ بھی نہیں کہ رکھتے ہیں حالات کا شعور
رخ پر ہوا کی مڑ گئے بے اختیار لوگ

کیا قہر ہے کہ بادۂ کم ظرف کی طرح
ساغر میں ڈھل کے رہ گئے شعلہ گسار لوگ

باوصف روشنی بھی ہے نظر دھواں دھواں
پلکوں سے چُن رہے ہیں نظر کا غبار لوگ

کچھ سادگیٔ طبع تھی کچھ مصلحت کا جبر
کانٹوں کو پوجتے رہے باغ و بہار لوگ

آب و ہوائے شہر جنوں خیز تھی بہت
دامن نہیں تھے پھر بھی ہوئے تار تار لوگ

شیشے سجا رہے تھے کہ پتھر برس پڑے
کیا کیا ہوئے ہلاکِ غمِ روزگار لوگ

یوں بھی ہوا کہ زہر کو تریاق کہہ گئے
قاتل ہیں اپنے آپ کے ہم ہوشیار لوگ

پھونکا ہمیں تو نرم شگوفوں کی اوس نے
جیتے ہیں کیسے دل میں چھپا کر شرار لوگ

غم کا وہی سرور وہی حسرتوں کی آنچ
جیسے فضاؔ ہیں میری غزل کا خمار لوگ

© rasailojaraid.com